جنسی تشدد کے خلاف آواز اٹھانے والی قبائلی لڑکی

20 سالہ سواتی اویکے نے مدھیہ پردیش کے ہردا ضلع سے تقریباً 45 کلو میٹر دور، گونڈ قبیلے کے اکثریتی وبگرام، کھتما کھیڈا میں 15 سال کی عمر میں نوعمر لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور جنسی تشدد کے خلاف آواز اٹھائی۔ سواتی ایک کسان مزدور کی بیٹی ہے۔ وہ چار بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر ہے۔ بڑے بھائی نے نویں میں فیل ہونے کے بعد پڑھائی چھوڑ دی تھی۔ ماں منیشا دیوی ایک گھریلو خاتون ہیں، چونکہ ان کے بیٹے نے پڑھائی چھوڑ دی تھی، وہ نہیں چاہتی تھیں کہ سواتی اپنی پڑھائی جاری رکھے۔ دوسری طرف مدھیہ پردیش حکومت کی طرف سے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے چلائی جانے والی اسکیموں کا اکثر گاؤں والوں کو کچھ وجوہات کی بنا پر فائدہ نہیں ملتا۔ پڑھائی کے دوران سواتی کے پاس حکومت کی طرف سے دی گئی سائیکل تک نہیں تھی۔ اس لیے وہ اسکول جانے کے لیے اپنے گاؤں کھتما کھیڑا سے 8 کلو میٹر پیدل سفر کرتی تھیں۔

سواتی کو ویران سڑکوں سے 8 کلو میٹر کا سفر طے کرنا پڑتا تھا۔ اس وقت اسے راستے میں لڑکوں اور نشا کرنے والوں کے ہاتھوں چھیڑ چھاڑ اور طعنوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ پہلے سواتی اکیلی اسکول جاتی تھی لیکن اس کی ہمت سے متاثر ہو کر گاؤں کی کچھ لڑکیوں نے بھی اسکول میں داخلہ لے لیا۔ لیکن لڑکوں کی طرف سے چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے وہ لڑکیاں بہت بے چین ہونے لگیں۔ اس خوف اور اندیشے کی وجہ سے بہت سی لڑکیوں نے اسکول جانا چھوڑ دیا۔ لیکن سواتی اپنی پڑھائی مکمل کرنے کی خواہش سے اکیلی اسکول جانے لگی۔ ایک دن اس کے ساتھ ایسا حادثہ پیش آیا کہ اس کی ہمت ٹوٹ گئی۔ چونکہ اس کے والدین پڑھائی کے خلاف تھے، اس لیے وہ اپنی بات کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر پا رہی تھی اور ایک دن اس نے یہ کہہ کر سکول جانا چھوڑ دیا کہ اب اسے پڑھائی میں دل نہیں لگتا۔

روبی سرکار

سواتی بتاتی ہے کہ تقریباً دو سال بعد ایک دن وہ گاؤں میں آشا دیدی سے ملی اور ان کی شناسائی سے متاثر ہو کر اس نے اسکول چھوڑنے کی وجہ ان سے بتائی۔ آشا دیدی نے اسے حوصلہ دیا اور اس کے خلاف لڑنے کی ہمت دی۔ اس کے بعد اس کا سارا خوف ختم ہو گیا۔ اس نے لڑکوں کی طرف سے چھیڑ چھاڑ اور فحاشی کے بارے میں اپنے والدین کے ساتھ واضح طور پر شیئر کیا اور ان لڑکوں کے خلاف تھانے میں ایف آئی آر درج کرنے کی بات بھی کی۔ سواتی کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں وہ سرپنچ کے پاس بھی گئی اور اپنی شکایت درج کرائی۔ جس کے بعد سرپنچ متحرک ہو گئے اور لڑکوں کو سخت ہدایات دیں۔ اس کے ساتھ گاؤں اور سنسان سڑکوں پر پولیس کی گشت بھی بڑھا دی گئی۔

گاؤں والے سواتی کی ہمت کو داد دینے لگے۔ اس کے بعد اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اس نے پرائیویٹ سے ہائی اسکول کا فارم بھرا اور 67 فیصد نمبر لے کر پاس ہوئی۔ اس نے اپنی مزید پڑھائی جاری رکھی۔ آج وہ کمپیوٹر میں بی اے کر رہی ہے۔ اس کے دکھائے گئے ہمت نے گاؤں والوں کو اتنا متاثر کیا کہ وہ بھی اپنی لڑکیوں کو اسکول بھیجنے لگے۔ اب کھتما کھیڑا میں بیٹیوں کی تعلیم پر زیادہ پابندی نہیں ہے۔ اس حوالے سے سواتی کے والد بھائی لال کا کہنا ہے کہ 'ہم بہت غریب ہیں۔ معاشرے میں لڑکیوں کے بارے میں جس طرح کی بحث ہوتی ہے اس سے ہم ڈر جاتے ہیں۔ ہمیں پڑھائی سے زیادہ بچیوں کے حفاظت کی فکر ہوتی ہے۔ سواتی کہتی ہے کہ 'نوعمر لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ یا جنسی تشدد کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ لڑکیوں کو ہمیشہ اس کے لیے آواز اٹھانی چاہیے۔ لوگ اسے اکثر لڑکیوں کا قصور سمجھتے ہیں اور انہیں خاموش کر دیتے ہیں جبکہ اس میں لڑکیوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اپنے بچپن کی جدوجہد کو یاد کرتے ہوئے وہ کہتی ہے کہ 'گاؤں میں نہ کوئی اسکول تھا اور نہ ہی کسی کو لڑکیوں کی تعلیم کی فکر تھی۔ اپنے گاؤں میں اسکول اور دیگر وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود، اس نے ہمیشہ اپنے خوابوں کو پورا کرنے کا راستہ تلاش کیا۔ اگرچہ اس کے لیے اسے پدرانہ نظام اور صنفی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کے والدین کہا کرتے تھے کہ وہ لڑکی ہے، پڑھ کر کیا کرے گی؟ سواتی کا کہنا ہے کہ صرف 15 سال کی عمر میں، اس نے اسکول آنے اور جانے کے دوران اپنی کمیونٹی کی لڑکیوں کو چھیڑ چھاڑ کا سامنا کرتے دیکھا ہے۔ جو ان کے اسکول چھوڑنے کی ایک بڑی وجہ ہے۔ لہٰذا، انہوں نے اس کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب وہ چھیڑ چھاڑ کے معاملے پر اپنی کمیونٹی کی 18 لڑکیوں کے ایک گروپ کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ اگر اسے کوئی فیلوشپ ملے تو وہ اپنی پڑھائی جاری رکھے گی اور کمیونٹی کی لڑکیوں کو بھی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دے گی۔ سواتی کے گاؤں کھتمہ کھیڑا میں اس وقت 55 نوجوان ہیں جن میں سے لڑکیوں کی تعداد 25 ہے اور صرف دو لڑکیاں اسکول چھوڑ چکی ہیں جبکہ 30 لڑکوں میں سے 9 لڑکوں نے پڑھائی چھوڑ دی ہے۔ گاؤں کی لڑکیوں کا کہنا ہے کہ اگر سواتی نے ہمت نہ دکھائی ہوتی تو شاید آج وہ بھی اسکول نہ جا پاتی۔ وہ کہتی ہیں کہ آج وہ گاؤں کی لڑکیوں کے لیے رول ماڈل بن چکی ہے۔

لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کو غیر اخلاقی سمجھتے ہوئے 20 سالہ نوجوان شیوم شریو نے بھی اعتراف کیا کہ 'وہ بھی کبھی لڑکیوں کو طعنے دیتا تھا۔ لیکن آج اسے اپنی غلطی کا احساس ہے۔ اس نے کہا کہ یہ لڑکوں کے لیے تفریح کا ذریعہ ہے۔ ان کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس سے لڑکیاں کی زندگی پر کتنا بڑا اثر پڑے گا۔ حالانکہ جب وہ 18 سال کی عمر کو پہنچتے ہیں، نوجوانوں میں کچھ سمجھ آنے لگتی ہے، وہ قانون کے بارے میں تھوڑا بہت جان لیتے ہیں۔ وہ پڑھائی اور کام میں مصروف ہونے لگتے ہیں، اس لیے کچھ لڑکوں کو چھوڑ کر باقی لڑکوں میں ایسی سرگرمیاں خود بخود کم ہو جاتی ہیں۔ شیوم کی طرح گاؤں کے دوسرے نوجوان بھی لڑکیوں کے ساتھ ہونے والے جنسی تشدد کو غلط سمجھتے ہیں لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ اگر گاؤں میں اس کے خلاف عوامی شعور بیدار کیا جائے تو لڑکوں کی آنے والی نسلیں اس سے بیدار ہوں گی۔ وہ برائی سے دور ہو جائیں گے۔ وہیں والدین بھی اپنی بچیوں کو اس برائی کے خلاف لڑنے کی ترغیب دیں گے۔

اس حوالے سے ایک مقامی غیر سرکاری تنظیم سنرچی کے سی ای او ومل جاٹ کا کہنا ہے کہ 'لڑکیاں چاہتی ہیں کہ وہ تعلیم حاصل کریں، آگے بڑھیں اور جمہوری عمل میں حصہ لیں۔ اس لیے انہیں تحفظ فراہم کرنا معاشرے اور حکومت دونوں کی ذمہ داری ہے۔ ملک کی تعمیر میں خواتین کی شرکت بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ مردوں کی۔ اگر یہ برے عمال لڑکیوں کو درمیان میں ہی اسکول چھوڑ دینے پر مجبور کرتے ہیں، تو وہ کبھی بھی اعتماد حاصل نہیں کر پائیں گی اور وہ آزادانہ طور پر فیصلے نہیں کر پائیں گی۔ دوسری جانب خواتین اور بچوں کی ترقی کے محکمے کے جوائنٹ ڈائریکٹر سریش سنگھ تومر کا کہنا ہے کہ 'آج بھی نوعمر لڑکیوں کے ساتھ ایسے واقعات معاشرے میں شرمناک ہیں۔ اس کو روکنے کے لیے سبھی سطحوں پر کوششیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت محکمہ کے پاس صرف خون کی کمی کی شکار نوعمر لڑکیوں کا ہی ڈیٹا دستیاب ہے۔

تاہم، اسکول ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ میں میڈیا ایڈوائزر سمن سنگھ کا کہنا ہے کہ 'دیہی علاقوں میں لڑکیوں کے اسکول چھوڑنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے گھر والے انہیں کام پر مجبور کرتے ہیں۔ فصل کٹائی کے دوران لڑکیاں اسکول چھوڑ کر کٹائی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ یہ ڈراپ آؤٹ کی ایک بڑی وجہ ہے۔ تاہم اگر لڑکیاں چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے اسکول چھوڑ دیتی ہیں تو یہ کسی بھی معاشرے کے لیے سب سے بڑا بدنما داغ ہے۔ ایسے میں خود کسی لڑکی کا آگے بڑھ کر مخالفت کرنا معاشرے کی کمزوریوں کو بے نقاب کرتا ہے۔ (چرخہ فیچرس) یہ مضمون سنجوئے گھوش میڈیا ایوارڈ 2022 کے تحت لکھا گیا ہے۔

اداریہ

ہر گاؤں کو 4 جی سروس کے دائرہ میں لایا جائے گا!!!

جموں کشمیر کے دور دراز علاقوں کو تیز رفتار موبائیل نیٹ ورک 4G کے دائرے میں لانے کیلئے مرکزی سرکار کمر بستہ ہو چکی ہے۔ جس کیلئے مرکزی کابینہ نے چند ماہ قبل ملک بھر کے تمام دور دراز دیہاتوں میں 4G موبائل خدمات فراہم کرنے کے ایک پروجیکٹ کو منظوری دی تھی تاکہ موبائل براڈ بینڈ کے ذریعے مختلف ای گورننس خدمات، بینکنگ خدمات، ٹیلی میڈیسن، ٹیلی ایجوکیشن وغیرہ کی فراہمی کو فروغ دیا جاسکے اور روزگار پیدا کیا جاسکے۔ جبکہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق جموں کشمیر میں تقریباً 300 ایسے گاؤں ہیں جہاں ابھی تک 4G سہولیات شروع نہیں ہوئی ہے اور ان علاقوں میں یہ سروس شروع کرنے کیلئے حکومت نے تمام ڈپٹی کمشنروں کو ہدایات جاری کی ہیں موبائل ٹاورس کیلئے اراضی مختص کرنے، جنگلاتی علاقوں میں سائٹس کی تیزی سے منظوری، سائٹس کے لیز/حصول، اجازتوں اور پاور کنکٹیویٹی کے حوالے سے خدمات فراہم کرنے کیلئے ضروری اقدامات کریں۔ وہیں بی ایس این ایل، جیو اور آرٹیل کے حکام سے کہا گیا ہے کہ وہ تمام ڈپٹی کمشنروں کے ساتھ 4G موبائل سروسز کی سیچوریشن کیلئے پروجیکٹ کے تحت آنے والے علاقوں کی گاؤں وار فہرست شیئر کریں۔ تاکہ ڈپٹی کمشنرز ان ٹاورس کیلئے باضابطہ طور پر اراضی کی نشاندہی اور دیگر ضروری اقدامات کر سکیں۔ حکومت نے ڈپٹی کمشنروں سے کہا ہے کہ وہ موبائل سروس فراہم کرنے والوں کو ہینڈ ہولڈنگ سپورٹ اور لاجسٹک تکنیکی ضروریات فراہم کریں تاکہ تاریک اور سایہ دار علاقوں کو ہدف مقررہ وقت کے اندر احاطہ کیا جاسکے۔ مزید تمام ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ موبائل ٹاورس کیلئے زمین کے حصول کی ضروریات کو ترجیحی بنیادوں پر جہاں کہیں بھی ریاستی اراضی کی ضرورت ہو، کو پورا کریں۔ علاوہ ازیں محکمہ تعمیرات عامہ، جنگلات اور پاور ڈیولپمنٹ کے محکموں سے کہا گیا ہے کہ وہ ترجیحی بنیادوں پر خدمات فراہم کرنے والوں کی جانب سے درخواست کی گئی جگہوں پر عدم اعتراض سرٹیفکیٹس کے اجرائی اور یوٹیلیٹی کو منتقل کرنے میں تیزی لائیں تاکہ پروجیکٹ کی پیش رفت میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔

ترک مطالبہ جہیز سے مبارک رشتہ شادی کو آسان بنائیں

مولانا محمد ممشاد علی صدیقی

اللہ تبارک وتعالی کا صدہا احسان ہم تمام مخلوقات پر جس نے تمام ضروریات کی سامان کو مہیا کیا اور اس کو برتنے کا سلیقہ بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ سکھایا تاکہ احکام سننے کے ساتھ عملی طریقہ بھی واضح انداز میں علم میں آجائے۔ اس میں شادی بیاہ کا معاملہ بھی شامل ہے۔ آپ کو شادی کس طرح کرنا ہے اور اس کیلئے ہم کو کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے ان تمام باتوں کو بڑی واضح طریقہ سے بتلا دیا تاکہ اس کے عامل بن کر جہاں رب کو خوش رکھ سکو وہیں اپنی ازدواجی زندگی کو خوشحال طریقہ سے گذار سکو۔ مگر ہم تخیلات کے دنیا میں اس طرح مستغرق ہو گئے اور مذہب جو ہم کو حق اور سچائی اور بہتر طریقہ عطاء کرتا ہے اس سے روگردانی کرتے ہوئے من چاہی زندگی گزارنے کیلئے شادی بیاہ میں جہیز جوڑے گھوڑے کا معاملہ اتنا عام کر دیا ہے کہ اس کے بغیر کسی شادی کا خیال ناممکن نظر آنے لگا ہے حالانکہ شریعت مطہرہ میں ان کا کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسلام نے شادی بیاہ کے اندر انتہائی درجہ کی سادگی رکھی ہے اور شادی کے تمام خرچ شوہر کے ذمہ میں رکھا کیونکہ مرد کو قوام درجہ دیا گیا ہے۔ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی شریک حیات کیلئے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کے سامان فراہم کرے لیکن موجودہ دور میں جو نوعیت اور صورتحال بنی ہوئی ہے وہ تقاضائے اسلام کے بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ جہیز کے نام پر فرمائشی سامان کی ایک فہرست لڑکی والوں حوالہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ جہیز اور خطیر رقم کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ تقریب شادی میں لڑکی والوں کے گنجائش سے زیادہ کھانے کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ جو اسلامی نقطہ نظر سے ناجائز وحرام ہے اور عقلاً بھی ایک نامناسب فعل ہے۔ لڑکیوں کی شادی ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے اور حالات کچھ اتنے نازک ہیں کہ اگر فوری ایسے معیوب طریقہ کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی گئیں تو آئندہ مزید حالات دیگر گوں ہو سکتے ہیں۔ موجودہ حالات جو گمراہی کے زنغے میں غرق ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے ایسی صورت میں معاشرہ کے ہر ذی شعور احباب کی واضح ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایسی غیر شرعی رسوم و رواج کے بندھن سے آزاد کرانے کی پہل کرے اور جہیز والی لعنت سے مسلم معاشرہ کو پاک کرے۔ آج کل مسلم معاشرہ جن رسوم کے شکنجوں میں جکڑا ہوا ہے ان میں ایک بدترین رسم۔ رسم جہیز ہے۔ جس نے معاشرہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور ہر کسی کے دل و دماغ پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے۔ نتیجتاً اب شاید ہی ایسی شادی دیکھنے یا سننے کو ملتی ہے جو اس کے بنا انجام پاتی ہو۔ رسم جہیز نے معاشرتی اقدار و اخلاقیات کو اس قدر پامال کر دیا ہے کہ غریب بچیاں اپنی زندگی کو والدین پر بوجھ تصور کرتے ہوئے بسا اوقات خودکشی جیسے بھیانک جرم کا ارتکاب کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتی۔ نوجوانان اسلام اس بات کو نوٹ کر لیں کہ آج جہیز معاشرہ کیلئے ایک ایسا ناسور بن گیا ہے اور حالات ایسے نازک ہو گیا ہے کہ بہت سی نوجوان لڑکیاں اپنے ایمان کا سودا کرتے ہوئے غیروں کے ساتھ نکاح کر رہی ہیں اور جہیز کے لالچی اور بھکاری اب بھی اپنی اس قبیح حرکت پر شرمندگی کا اظہار نہیں کرتے اور نہ ہی معاشرہ کے سدھار کی کوشش کرتے ہیں۔

جہیز جہاں اپنے اندر بہت سے خرافات رکھتے ہیں وہیں اخلاقی نقصانات کا سامنا بھی رہتا ہے۔ خالق انسان نے فطرۃً مرد و زن کے اندر نفسانی خواہشات کا مادہ رکھا ہے جس کی تکمیل وتسکین کا ذریعہ شادی ہے اس لئے شریعت اسلام نے شادی کے اندر غایت درجہ کی آسانیاں رکھدیں ہیں تاکہ فحاشی، زنا جیسے غیر اخلاقی اور انسانیت سوز جرائم کا سد باب ہو سکے۔ اب اگر نکاح جیسے پاکیزہ رشتہ کو جہیز اور دیگر قبیح رسوم و رواج سے مشکل بنا دیا جائے تو یقیناً برائیوں کا دروازہ کھل جائے گا اور لڑکے اور لڑکی اپنی جنسی تکمیل کے خاطر غلط راستہ اپنانے پر مجبور ہو جائیں گے جب کہ اس کی طرف قدم قدم پہ رغبت پیدا کرنے والے اسباب موجود ہیں۔ بے پردگی کا عالم یہ ہے کہ آج نوجوان لڑکیاں اور لڑکے آپس میں آزادانہ طور پر ملنے جلنے گھومنے پھرنے سے کچھ بھی حجاب محسوس نہیں کرتے۔ شریعت نے ازدواجی زندگی کو جتنا آسان بنایا ہے اگر اس کی تکمیل میں دشواریاں حائل رہیں گی تو زنا کاری فحاشی میں اضافہ ہوتے جائیں گے اور ایک عظیم فتنہ وفساد پیدا ہو جائے گا اور اخلاقی گراوٹ کی وہ بدترین شکل سامنے آئے گی جو کبھی زمانہ جاہلیت میں پائی جاتی تھی مثلاً بچیوں کو زندہ دفن کر دینا یا پھر بچیوں کی پیدائش و پرورش کو بوجھ تصور کرنا۔

جہیز کے اس فعل قبیح اور جہیز کے پابندیوں اور رسم و رواج کے بندھن کی بنا پر برائی کی طرف قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو فحش کاموں کے عام ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (النور۔۱۹)

ترجمہ: یقیناً جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ یقیناً آج نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے غیر اخلاقی افعال وحرکات انجام دینے کی ایک بڑی وجہ نکاح میں بے شمار دشواریاں اور بے جا پابندیاں ہیں جسے ہم سب کو اکھاڑ پھینکنے کی ضرورت ہے اور مسلم معاشرہ کو جہیز، تلک، بارات جیسی غیر شرعی رسوم سے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے سب سے پہلے صاحب استطاعت اور اہل ثروت حضرات کو عملی طور پر آگے بڑھنا ہوگا اور بنا کسی لین دین، ریاو نمود کے بغیر سادگی کے ساتھ اسلامی طریقوں پر شادی انجام دینا ہوگا۔ تاکہ ان کی شادی دوسرے طبقوں کے لئے ایک مثال بن سکے اور لوگ ان کی تقلید کر سکے۔ ضرورت ہے کہ علماء کرام اپنی تقریر، تحریر اور عمل سے اس قبیح رسم و رواج کے قلع قمع کرنے کی کوشش کریں اور اس کی قباحت وشناعت کو اتنا عام کیا جائے کہ جہیز لینا و دینا معاشرتی اعتبار سے ایک ایسا عیب تصور کیا جانے لگے جس کو لوگ اپنے لئے بہت بڑا الزام اور قابل شرم کام تصور کرنے لگے۔ شادی کے موقع پر لڑکی کے والدین کی طرف سے محبت اور دلی تقاضے کی بنا پر تحفتاً کچھ مال واسباب دینا شرعاً محمود و پسندیدہ ہے جبکہ یہ سب کچھ خلوص و محبت کی بنا پر ہو اور اپنی استطاعت کے مطابق شرعی حدود کے اندر ہو لیکن اس کو ضروری سمجھ لینا جیسا کہ آج کل جہیز، لین دین اور تلک وغیرہ کو شادی کا جزو لاینفک بنا دیا گیا ہے کہ بغیر اس کے شادی انجام ہی نہیں پاتی اور اولیائے لڑکی کیلئے خود بخود لازم کر دیا گیا ہے جو شرعاً درست نہیں۔ اس اعتبار سے بھی کہ جو چیز شرعاً لازم نہ ہو کہ بلکہ صرف مباح یا مستحب کا درجہ رکھتی ہو اس کو اعتقاداً اور عملاً اپنے اوپر لازم کر لینا اور اس طرح پابندی کے ساتھ اسکو انجام دینا کہ اس کے خلاف نہ کرے شرعاً جائز نہیں بلکہ یہ تو یک گونہ شیطان کا اتباع کرنا ہوگا۔ مرقاۃ المصابیح میں ہے:۔ قَالَ الطِّیْبِیُّ وَفِیْهِ اَنَّ مَنْ اَصَرَّ عَلٰی اَمْرٍ مَنْدُوْبٍ وَجَعَلَهٗ عَزْمًا وَلَمْ یَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ اَصَابَ مِنْهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْاِضْلَالِ فَکَیْفَ مَنْ اَصَرَّ عَلٰی بِدْعَةٍ اَوْ مُنْکَرٍ (مرقاۃ۔ج ۳ ص ۲۲) ترجمہ: جو چیز شرعاً مندوب اور مستحب ہو اسے لازم کر لینا اور اس کے خلاف نہ کرنا ایک طرح سے شیطان کی پیروی کرنا ہے اور اگر وہ کام مباح و مندوب نہ ہو بلکہ بدعت اور منکر ہو تو بدرجہ اولی شیطانی عمل ہوگا۔ اس بنا پر بھی مروجہ جہیز اور تلک و بارات کی غیر شرعی رسم قابل ترک اور ملامت ہے کہ بسا اوقات لڑکی والے خوش دلی سے نہیں بلکہ معاشرت اور ماحول کے تحت جبراً وقہراً ان مطالبات کو پورا کرتے ہیں اور اندر سے اس کا دل شاید ہی اس کو قبول کرتا ہے۔ یہ بھی شرعاً درست نہیں کہ کسی کا مال اس کی رضامندی وخوشی کے بغیر کھایا جائے۔

حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے:۔ لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسِهٖ (مشکوۃ شریف۔ ۲۵۵) ترجمہ: کسی مسلمان کا مال حلال نہیں مگر اس کی دلی خوشی سے۔ لڑکی والے عام طور سے جہیز، تلک اور بارات وغیرہ کو اپنی شہرت و ناموری کی بنا پر قبول کر لیتے ہیں اور اپنی شان بڑھانے اور معاشرہ میں مقام حاصل کرنیکی خاطر جہیز میں لڑکی کو زیادہ سے زیادہ سامان دیتے ہیں اور لڑکے کو گاڑی، رقم کی شکل میں تحفہ پیش کرتے ہیں جو شرعاً تحفہ اور ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے جس کا لینا دینا دونوں ہی ناجائز ہے اور بے محل مال کا ضیاع اور اسراف ہے۔ قرآن وحدیث میں جس کی سخت مذمت آئی ہے اور بے محل و موقع مال خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے:۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ترجمہ: بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ امام قرطبیؒ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ وَالتَّبْذِیْرُ اِنْفَاقُ الْمَالِ فِیْ غَیْرِ حَقِّهٖ وَلَا تَبْذِیْرَ فِیْ عَمَلِ الْخَیْرِ (۱۰ ص ۲۴۷) ترجمہ: مال کو غیر محل میں خرچ کرنا تبذیر ہے اور نیک عمل میں خرچ کرنا تبذیر میں شامل نہیں۔ عمدۃ المفسرین مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:۔ "مال خدا کی بڑی نعمت ہے جس سے عبادت میں دل جمعی ہو، بہت سی اسلامی خدمات اور نیکیاں کمانے کا موقع ملے اس کو بیجا اڑانا ناشکری ہے جو شیطان کی تحریک و اغوا سے وقوع میں آتی ہے اور آدمی ناشکری کر کے شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے جس طرح شیطان نے خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو عصیان اور اضلال میں خرچ کیا۔ اس نے بھی حق تعالی کی دی ہوئی نعمت کو نافرمانی میں اڑایا"۔

قرآن مجید میں اسراف کی ممانعت بیان کرتے ہوئے کہا گیا:۔ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (الانعام۔۱۴۱) ترجمہ: بے جا خرچ نہ کرو اسلئے کہ وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ شادی بیاہ کے موقع پر جو مال و دولت کا بے تحاشہ خرچ کرنا اسراف اور فضول خرچی ہے شرعاً اس کی اجازت نہیں۔ اس لئے جو لڑکی والے بلا مطالبہ لڑکے والوں کے مطالبات کو پورا کرتے ہیں اور جہیز کی مروجہ رسم اپنی دولت و ثروت کی بنا پر مکمل کر لیتے ہیں انہیں خیال رہنا چاہئے کہ وہ اس طرح کے امور کو انجام دیکر اسراف و فضول خرچی کرنے کا گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔ رسم جہیز و تلک وغیرہ کی تکمیل ممکن نہیں ہوتی یا پھر جن کو ایک سے زیادہ لڑکیاں ہوتی ہیں انکے لئے جہیز کی عدم استطاعت بڑی مصیبت بن جاتی ہے۔ معاشرتی سطح پر جنکے بھیانک و مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں لہذا ضرورت ہیکہ اس رسم بد کا مکمل خاتمہ کیا جائے اور نہ صرف جہیز کے مانگ کرنے والوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ خدارا ایسے قبیح فعل کا خود کو مرتکب بنا کر دائمی رب کی عتاب و عذاب کو دامن کا زینت نہ بنائیں بلکہ حتی المقدور ہر لمحہ کوشش کرتے رہیں کہ اس کا خاتمہ کس طرح ممکن ہوگا اور معاشرہ سے اس بدعملی کے چلن کا سد باب کیسا کیا جائے۔ اللہ تعالی نے جہاں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا وہیں نبی آخر الزماں ﷺ کا امتی بنا کر بہترین امت کا بھی خطاب سے نواز۔ اس کی قدر کیجئے اور وہی عمل اختیار کیجئے جس سے دنیا و آخرت کے تمام مراحل سہل و آسانی سے گذر جائے اور جنت الفردوس کے مستحق بن جائیں۔ فانی دنیاوی چمک دمک کا خود کو خوگر بنا کر ابدی حیات کو تباہ نہ کریں۔ کوشش کیجئے شادی بیاہ ہی و دیگر مواقع پر اسلامی احکام واصول کو پیش نظر رکھ کر زندگی کی تکمیل کریں گے اور کوشش سے ہر چیز کا ملنا ممکن ہے۔ رب کے یہاں کسی خیر کا حصول ناممکن ہے

9030825540